# علم کی گارنٹی

**ڈاکٹر مُبین صدیقی**

قلعہ گھاٹ کالونی، دربھنگہ (بہار)

روشن تصور کے ایک گوشے میں—ایک جانب ایک سجے ہوئے ٹیبل پر گلدستہ، فائل اور موٹی کتابیں رکھی ہیں جن کے سامنے ایک اونچی کرسی پر جج نما ایک شخص تشریف فرما ہے۔ دوسری طرف ناظرین کی مجلس ہے۔ درمیان میں شنوائی کے لئے تھوڑی سی جگہ ہے۔ تھوڑے وقفے کے بعد ٹائی کوٹ میں ملبوس چند نوجوان ایک بدحواس شخص کو پکڑ کر لاتے ہیں اور مقام شنوائی میں لاکر کھڑا کر دیتے ہیں۔ نوجوانان بھی بدحواس شخص کے ارد گرد جگہ بنا کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان، جج صاحب سے مخاطب ہوتا ہے۔

نوجوان: ''عزت مآب، عالی جناب، حضور والا! یہ اکیلا شخص ہے جو اس بستی کی ترقی میں حصہ نہیں لینا چاہتا۔ یہ خود بھی نئے علوم سے دور رہتا ہے اور اپنے بال بچوں کو بھی دور رکھتا ہے''۔

دوسرا نوجوان آگے بڑھ کر جج سے عرض کرتا ہے،

''جناب عالی! علم والوں کے درمیان اس کا رہنا اب ٹھیک نہیں ہے۔ کیوں کہ ایک گندی مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ اس لئے ہم لوگوں نے اسے اس بستی سے نکال باہر کرنے کا مشورہ کرلیا ہے۔ پھر بھی، آخری فیصلہ تو حضور ہی فرمائیں گے''۔

تھوڑے توقف کے بعد جج صاحب ناظرین سے مخاطب ہوتے ہیں۔

جج: ''کسی اور کو کچھ کہنا ہے؟''

ناظرین کی مجلس سے اجتماعی گونج ابھرتی ہے—

''حضور ہی کافی ہیں۔ حضور ہی کافی ہیں''۔

تھوڑے اور توقف اور اطمینان کے ساتھ ملزم شخص کی جانب جج صاحب متوجہ ہوتے ہیں—

''ہاں تو عبداللہ، اگر یہ لوگ تمہیں بستی سے نکال دیں تو تم کہاں جاؤ گے''

بدحواس عبداللہ پہلے مجمع پر ایک گہری نظر ڈالتا ہے پھر اپنی کیفیت کو بحال کرتے ہوئے پوری خود اعتمادی سے جواب دیتا ہے—

''حضور والا! میں ایسی جگہ جانا چاہوں گا جہاں عالموں کا جنگل نہ ہو۔ جہاں وحشی جانوروں کو عالم نہ سمجھا جائے''۔

عبداللہ کے اس گستاخ جواب پر جج صاحب کو غصہ آتا ہے۔ جج صاحب عبداللہ سے:

''تمہاری اس گستاخی پر تمہیں ابھی اسی وقت قید کی سزا دی جاسکتی ہے، مگر ہم (ذرا نرم ہوکر) تمہاری حالت پر ترس کھاتے ہوئے تمہیں شنوائی کا ایک اور موقع دیتے ہیں۔ اب جو کچھ کہنا ہے ادب سے اور نرمی سے کہو۔ تو بتاؤ، آخر تم نیا علم حاصل کیوں نہیں کرنا چاہتے؟ جب کہ علم تو بہت بڑی نعمت ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علم ہر قسم کی ترقی کی کنجی ہے۔ آج کے زمانے میں انسان نئے علوم کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا۔ اونچا مقام نہیں پاسکتا۔ وہ ڈاکٹری ہو،

انجینئرنگ ہو، سائنس ہو، ٹیکنالوجی ہو، تعلیم ہو، عدالت ہو یا حکومت ہو ہر ایک جگہ آج کا انسان خوب ترقی کر رہا ہے۔ تو پھر تم نئے علم سے اتنا بھاگتے کیوں ہو؟''

عبداللہ ذرا نرم لہجے میں: جناب عالی! گستاخی کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ حضور کی باتیں سر آنکھوں پر، مگر مجھے لگتا ہے کہ علم حاصل کرنے کے باوجود آج کا انسان بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے''۔

سبھی نوجوان ایک ساتھ جج سے: ''سنا آپ نے حضور۔ حضور آپ نے سنا''۔

جج ہاتھ اوپر اٹھا کر نوجوانوں سے: ''خاموش! خاموش رہیں آپ لوگ!''۔

عبداللہ کی طرف دیکھ کر جج صاحب مخاطب ہوتے ہیں: ''ہاں تو عبداللہ! تم اپنی بات کہو، مگر ادب کے ساتھ کہنا''۔

عبد اللہ: ''جناب عالی، یہ لوگ جس علم کی بات کر رہے ہیں اسے حاصل کرنے کے بعد لوگ زیادہ ظالم، زیادہ بے درد اور زیادہ بڑے لٹیرے بن رہے ہیں۔ اس نئے علم کی وجہ سے لوگ گندے دل اور گندے دماغ کے ہوتے جا رہے ہیں۔ آج زیادہ تر لوگ لالچی اور بھرشٹ ہوتے جا رہے ہیں''۔

اچانک ایک مولوی نما شخص تیزی سے عبد اللہ کے پاس پہنچ کر جج سے مخاطب ہوتا ہے:

مولوی صاحب ''عبداللہ کی نظر میں صرف دین کا علم ہی فائدہ مند ہے۔ (عبداللہ کی طرف دیکھتا ہے) ٹھیک ہے نا عبداللہ؟''

عبداللہ ''دین کا علم سچا علم تو ہے مگر......''

''مگر کیا؟ صاف صاف کہو''۔

عبداللہ ''سچا علم دینے والے اور علم کی سچائی پر چلنے والے یہاں کتنے لوگ ہیں؟''

مولوی صاحب ''یعنی تم کہنا کیا چاہتے ہو''

عبداللہ ''دین کا علم سیکھنے کے بعد بھی لوگ اسی طرح برے ہو جاتے ہیں جس طرح دنیا کا علم سیکھنے کے بعد''

مولوی صاحب ''تو برائی کس میں ہے، علم میں یا عالم میں؟''

عبداللہ ''عالم میں''

جج: ''تو تمہیں علم سے ڈر کیوں لگتا ہے، تم علم سے کیوں بھاگتے ہو؟''

عبداللہ: ''علم سے اس لئے ڈرنا چاہئے کہ علم تلوار کی طرح ہے، جب تلوار کا غلط استعمال کیا جاتا ہے تو دنیا میں ظلم ہی ظلم اور فساد ہی فساد ہوتا ہے''۔

جج: ''تو اس ڈر سے تم علم ہی حاصل نہ کرو گے؟''

عبداللہ ''ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی علم حاصل کریں، مگر ہمیں یہ گارنٹی کون دے گا کہ علم حاصل کر کے ہم صرف بھلائی ہی کریں گے، عوام کی خدمت ہی کریں گے، ظلم اور برائیوں کو ایجاد نہ کریں گے اور ہماری ہر ترقی پوری دنیا کے لئے امن وشانتی اور نیکی وخوشحالی کا ذریعہ بنے گی۔ علم کی ایسی گارنٹی ہمیں کون دے گا جج صاحب؟''

جج صاحب مجمع سے مخاطب ہو کر: ''کوئی ہے جو اس شخص کو گارنٹی دے؟ کوئی ہے جو اس ضدی کو گارنٹی دے؟ کوئی ہے جو علم کی گارنٹی دے؟''

جج صاحب بڑے جوش کے ساتھ اپنے سوال کو بار بار دہراتے ہیں۔ ایک ایک کر کے تمام ناظرین کی طرف تجسس واشتیاق سے دیکھتے ہیں۔ ناظرین بھی بے چینی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگتے ہیں۔

منظر ساکت!! OO